

قرآن مجید میں علی (ع) کے فضائل

<?xml encoding="UTF-8?">

سب سے پہلے مومن

ترمذی نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔[1]

حضرت رسول اکرم (ص) نے فرمایا:

اُولَکُم وَاَرَادَا عَلِیَّ الْحَوْضَ، اُولَکُم اِسْلَامًا، عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ۔

تم میں سے سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر وہ پہنچے گا جو تم میں سب سے پہلے اسلام لایا ہو اور وہ حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔[2]

سعد بن ابی وقاص ایک گروہ کے پاس کھڑے تھے ان میں سے ایک شخص حضرت علی ابن ابی طالب پر سب و شتم کر رہا تھا اس وقت سعد نے کھائے شخص تو علی ابن ابی طالب کو برا بھلا کیوں کہہ رہا ہے؟۔ کیا وہ سب سے پہلے مسلمان نہ تھے؟

کیا انہوں نے سب سے پہلے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز کیا وہ سب سے زیادہ زاہد نہ تھے؟

کیا وہ سب سے زیادہ عالم نہ تھے؟

کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کا عقد ان سے نہیں پڑھا؟

کیا وہی جنگجو اور اسلامی معرکوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمبردار نہ تھے؟

اس کے بعد سعد رو بقبلہ ہو کر دونوں ہاتھ کو بلند کر کے کہنے لگے :

اے اللہ جس نے تیرے اولیاء میں سے اس ولی پر سب و شتم کیا ہے وہ تیری قدرت کا نظارہ دیکھے بغیر اس جگہ سے نہ جانے پائے (اس روایت کے راوی) متین بن حازم کہتے ہیں۔

خدا کی قسم ہم اس سے جدا ہوئے ہی تھے کہ اس کے سر پر کھجور کے دانے کے برابر پتھر آکر لگا اور اس کا بھے جاٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔[3]

ابن حجر، لے لی غفاریہ کی سند سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں حضرت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) کے ہمراہ کسی غزوہ میں شرع کی تھی، اس غزوہ میں میری ذمہ داری زخمیوں کو مرہم پٹی کرنے کے

ساتھ ساتھ بیماروں کی تیمار داری کرنا تھی، جب حضرت علی علیہ السلام بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی

ان کے ساتھ چل دی میں نے وہاں حضرت عائشہ کو دیکھا تو اس کے پاس گئی اور اس سے پوچھا:

کیا تم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کوئی فضیلت سنی ہے؟۔

نہیں پڑھی؟

حضرت عائشہ کہنے لگی:

ہاں ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے اور وہ (حضرت علی علیہ السلام) بھی

ہمارے ساتھ تھے، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص قسم کی چادر اوڑھ رکھی تھی اور علی (ع) ہمارے سامنے آ کر بیٹھ گئے۔

میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ کو اس سے بڑا مکان نہیں مل سکتا جہاں ہم سب آسانی سے رہ سکیں تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

”یا عائشہ! میرے بھائی کو میرے پاس بلا کر لے آؤ۔ وہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، آخر تک میرے عہد پر قائم رہنے والے اور قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرنے والے ہیں۔“ [4]

حضرت عمر ابن خطاب سے مروی ہے کہ تم میں سے کوئی بھی علی علیہ السلام کا مقام و عظمت حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے حضرت رسول اکرم (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان میں تین خصوصیات ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی میرے پاس ہو تو وہ مجھے کائنات کی ہر چیز سے زیادہ محبوب تھی۔

حضرت عمر کہتے ہیں: میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا ہمارے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت ابو عبیدہ بن الحراج اور صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی تھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

”أَنْتَ أَوَّلُ النَّاسِ إِسْلَامًا، وَأَوَّلُ النَّاسِ إِيْمَانًا، وَأَنْتَ مَنِ بَمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى۔“

آپ (ع) ہی سب سے پہلے اسلام لانے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں، آپ (ع) کی مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون (ع) کو حضرت موسیٰ (ع) سے تھی۔ [5]

ایک دوسری سند کے ساتھ ابن عباس سے اس طرح مروی ہے کہ عمر ابن خطاب نے کہا کہ کوئی بھی علی (ع) ابن ابی طالب (ع) کی برابری نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے اندر تین خصلتیں ایسی ہیں جنہیں کوئی بھی نہیں پا سکتا

مندرجہ بالا حدیث کا سیاق بھی گزشتہ حدیث کی طرح ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَلَائِكَةَ صَلَّتْ عَلَيَّ وَعَلَىٰ عِليِّ سَبْعَ سِنِينَ قَبْلَ أَنْ يَسْلُمَ بَشَر۔

تمام لوگوں کے اسلام قبول کرنے سے سات سال پہلے ملائکہ مجھ پر اور علی (علیہ السلام) پر درود و سلام بھیجتے تھے۔ [6]

محمد ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے اور جو کچھ آپ اللہ کی طرف سے لائے اس کی تصدیق کرنے والے بھی حضرت علی علیہ السلام ہی تھے، اس وقت آپ کی عمر ۱۰ سال تھی اور آپ پر اللہ کا یہ خصوصی اکرام ہے کہ آپ کی پرورش حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں ہوئی۔ [7]

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تین اشخاص نے سبقت حاصل کی ہے، حضرت موسیٰ کی طرف یوشع بن نون، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف صاحب ۷۰ سن نے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے سبقت حاصل کی۔ [8]

عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہیں: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سب سے پہلی چیز کا جب مجھے علم ہوا تو میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ مکہ میں آیا وہاں ہمیں عباس بن عبدالمطلب کے پاس بھیجا گیا ہم نے ان کو زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا۔

ہم بھی ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ اس وقت ہم نے ایک شخص کو باب صفا سے داخل ہوتے دیکھا۔ جس کا رنگ سرخ ، لمبے بال، خوبصورت اور لمبی ناک، سفید دانت، آنکھیں اور ابرو ملی ہوئی ہیں، گہنی داڑھی، مضبوط بازو، اور خوبصورت چہرہ ہے۔

ایک عورت ان کے پاس آکر کھڑی ہوئی جو پردے میں تھی یہ سب لوگ حجر اسود کی طرف بڑھے اور سب سے پہلے اس شخص نے سلام کیا اس کے بعد اس نوجوان نے اور آخر میں اس خاتون نے سلام کیا پھر اس ہستی نے بیت اللہ کا سات بار طواف کیا اور اس کی اتباع میں اس نوجوان (حضرت علی علیہ السلام) اور اس خاتون نے بھی طواف کیا۔

اس وقت ہم نے پوچھا اے ابا الفضل اس دین کو ہم نہیں پہچانتے، کیا یہ کوئی نیا مذہب ہے؟ اس نے جواب دیا یہ میرے بھائی کے فرزند حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہ نوجوان حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور یہ خاتون خدیجہ بنت خویلد ہیں، اس کرہ ارض پر ان تینوں کے علاوہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت نہیں کرتا۔ [9]

شرح نہج البلاغہ میں ابن ابی الحدید کہتے ہیں: جان لیجئے ہمارے علماء متکلمین اس بات پر متفق ہیں کہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ [10] اس کے بعد ابن ابی الحدید کہتے ہیں۔ مذکورہ تمام چیزیں اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سب سے پہلے اسلام لائے اور اگر کوئی اس کا مخالف ہے تو اس کی مخالفت شاذ و نادر ہے۔ اور شاذ و نادر کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

”اِنَّكَ اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ مَعِيَ اِيْمَانًا وَاَعْلَمَهُمْ بآيَاتِ اللّٰهِ وَاَوْفَاهُمْ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَرَأَيْتُمْ بِالرَّعِيَةِ وَاَقْسَمَهُم بِالسَّوْبَةِ وَاَعْظَمَهُم عِنْدَ اللّٰهِ مَزِيَةً“ [11]

بیشک آپ مومنین میں سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانے والے، سب سے زیادہ اللہ کی آیات جاننے والے، سب سے زیادہ بہتر انداز میں اللہ کے عہد کو نبھانے والے، سب سے زیادہ لوگوں کے ساتھ مہربان ہیں اور برابر سے تقسیم کرنے میں سب سے زیادہ بہتر ہیں آپ کا مرتبہ اللہ تبارک تعالیٰ کے نزدیک عظیم ہے۔

ترمذی نے روایت کی ہے کہ راوی نے کہا میں نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

”اِنَّا عِبَدُ اللّٰهِ وَاَخُو رَسُولِهِ وَاَنَا الصَّدِيقُ الْاَكْبَرُ لَا يَقُولُهَا بَعْدِي اِلَّا كَاذِبٌ مُّفْتَرٍ ، صَلِيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سَنِينَ۔“

میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں۔ میں صدیق اکبر ہوں اور میرے بعد یہ دعویٰ کرنے والا جھوٹا بہتان باندھنے والا ہے اور سب سے پہلے میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سات سال کی عمر میں نماز پڑھی۔ [12]

شیخ مفید اعلیٰ اللہ مقامہ نے خدیجہ بن ثابت انصاری، صاحب ذی الشہادتین رضی اللہ عنہ سے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

ما كنت احسب هذا الامر منصرفاً

عن هاشم ثم منها عن ابي حسن

اليس اول من صلي لقبلتهم

وَأَعْرِفُ النَّاسَ بِالْآثَارِ وَالسَّنَنِ

وَأَخْرُ النَّاسَ عَهْدًا بِالنَّبِيِّ وَمَنْ
جَبْرِيلَ عَوْنٌ لَهُ فِي الْغَسْلِ وَالْكَفَنِ

من فيه ما فيهم لا يمترون به
وليس في القوم ما فيه من الحسن

ما ذا الذي ردكم عنه فنعلمه
ها ان بيعتكم من الغبن

میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ امر خلافت کو بنی ہاشم میں حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے دور رکھا جائے گا۔ میں کبھی بھی جناب ہاشم اور پھر ان کی اولاد سے منہ موڑنے والوں کو دوست نہیں رکھتا، میں حضرت ابوالحسن علیہ السلام کی اس فضیلت کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کہ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے تمہارے ساتھ قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور وہ سنن نبی (ص) کے سب سے زیادہ عارف ہیں اور آخر دم تک عہد نبی (ص) پر قائم رہے حضرت نبی (ص) کو غسل و کفن دینے میں جبرئیل انہیں کے مددگار تھے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ قوم کی تمام خوبیاں ان میں بدرجہ کامل تھیں اور پوری قوم میں ان جیسی خوبیاں نہیں ہیں۔ کیا چیز ہے جس نے تمہیں ان سے ہٹادیا ہے تاکہ ہم بھی اسے جان لےں خبردار تمہاری بے عت دھوکوں میں سب سے بڑا دھوکا ہے [13]

ابن حجر اپنی کتاب الاصابہ میں ابی لیلہ غفاری سے روایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابی لیلہ غفاری نے کھاکہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
ستكون من بعدی فتنة فاذا كان ذلك فالزموا علی بن ابي طالب فانه اول من آمن بی وأول من صافحنی يوم القيامة وهو الصديق الاكبر وهو فاروق هذه الامة وهو عسوب المؤمنين والمال يعسوب المنافقين۔
عنقریب میرے بعد فتنے اٹھیں ہوں گے اس وقت تم حضرت علی (ع) کے دامن کو تھام لینا کیونکہ وہ پہلے شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے وہ پہلے شخص ہوں گے جو قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کریں گے وہ اس امت کے صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں اور وہ مومنین کے رہنما ہیں جبکہ مال منافقین کا رہنما ہے۔ [14]

قرآن مجید میں علی (ع) کے فضائل قرآن کریم میں ارشاد ہو تا ہے:

> إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ < [15]

بے شک اللہ اور اس کا رسول اور اس کے بعد وہ تمہارا ولی ہے جو ایمان لایا اور نماز قائم کی اور رکوع کی حالت میں زکات ادا کی۔

زمخشری اپنی کتاب کشاف میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ نے نماز پڑھتے وقت حالت رکوع میں سائل کو اپنی انگوٹھی عطا کی۔ زمخشری مزید کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ اس آیت میں تو جمع کا لفظ آیا ہے اور یہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب کسی کام کا سبب فقط ایک ہی شخص ہو تو وہاں اس کے لئے جمع کا لفظ

استعمال ہو سکتا ہے تا کہ لوگ اس فعل کی شبیہ بجا لانے میں رغبت حاصل کرےں اور ان کی خواہش ہو کہ ہم بھی اس جیسا ثواب حاصل کر لیں۔[16]

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيْنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَ تَلَّوْهُ شَاهِدٌ مِنْهُ < [17]

کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہے اور اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ ہے جو اسی سے ہے۔

سیوطی درمنثور میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں اور مزید کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيْنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَ تَلَّوْهُ شَاهِدٌ مِنْهُ۔

وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر قائم ہے وہ میں ہوں اور اس کے پے چھے پے چھے ایک گواہ بھی ہے جو اسی سے ہے اور وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں۔[18]

نیز اور اللہ کا یہ ارشاد ہے :

> اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ < [19]

کیا ایمان لانے والا اس شخص کے برابر ہے جو بد کاری کرتا ہے؟ یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔

واحدی نے مذکورہ آیات کے اسباب نزول کے بارے میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ولید بن عقبہ بن ابی محط نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہا۔

میں آپ سے عمر میں زیادہ، زبان میگو یا تر اور زیادہ لکھنا جانتا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ تم تو فاسق ہو اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی :

> اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ <۔

کیا ایمان لانے والا شخص اس کے برابر ہے جو کھلی بدکاری کرتا ہے؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے ۔

ابن عباس کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام مومن ہیں اور ولید بن عقبہ فاسق ہے [20]۔

نیز اللہ کا فرمان ہے :

(اے نبی کی ازواج) اگر تم اللہ کے حضور توبہ کر لو (تو بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل کج ہو گئے ہیں اگر تم دونوں نبی کے خلاف کمر بستہ ہو گئے توبے شک اللہ ، جبرئیل اور صالح مومنین اس کے مدد گار ہیں اور ان کے بعد ملائکہ کے بعد ملائکہ ان کی پشت پر ہیں ۔[21]

ابن حجر کہتے ہیں طبری نے مجاہد کے حوالہ سے نقل کیا ہے صالح المومنین حضرت علی علیہ السلام ، ابن عباس ، حضرت امام محمد بن علی ا لباقر اور ان کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں ۔ ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ صالح المومنین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں[22]

اسی طرح خداوند عالم کا یہ ارشاد :

> لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ < [23]

اس واقعہ کو تمہارے لیئے یادگار بنا دیں تاکہ یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی اس آیت وتعیها اذن واعیہ کی تلاوت فرمائی اور

پھر حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:
 اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کے کانوں کو ان خصوصیات کا مالک بنا دے حضرت علی علیہ السلام فرماتے
 ہیں کہ میں رسول اکرم سے جس چیز کو بھی سنتا تھا اسے فراموش نہیں کرتا تھا۔ [24]
 حضرت علی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ایک اور یہ فرمان ہے:

> اَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ [25]

آپ تو محض ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم میں ایک نہ ایک ہدایت کرنے والا ہوتا ہے۔
 حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں: اَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِيُّ الْهَادِي وَبِكِ يَهْتَدِي
 المهتدون من بعدى۔ میں ڈرانے والا اور حضرت علی علیہ السلام ہادی ہیں، اس کے بعد اسی جگہ فرمایا: اے
 علی (علیہ السلام) میرے بعد ہدایت چاہنے والے تیرے ذریعے ہدایت پائیں گے [26]
 اسی طرح خداوند متعال کا ایک اور فرمان ہے:

وہ لوگ جو دن اور رات میں اپنا مال پوشیدہ اور آشکار طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کے رب کے
 پاس ان کا اجر ہے اور انہیں کسی قسم کا خوف و غم نہیں ہے۔ [27]
 ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی آپ کے پاس چار درہم تھے
 آپ نے ایک درہم رات میں، ایک درہم دن میں، ایک درہم چھپا کر اور ایک درہم علانیہ اللہ کی راہ میں خرچ
 کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ [28]
 نیز اللہ کا فرمان ہے: [29]

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے عنقریب خدائے رحمن ان کی محبت کو لوگوں کے
 دلوں میں پیدا کرے گا۔

حضرت علی علیہ السلام کے فضل و کمال کے سلسلہ میں نازل ہونے والی آیات میں خداوند متعال کا ارشاد
 سَيَجْعَلُ لَّهِمُ الرَّحْمَنُ وَدًا خصوصاً طور پر آپ کی بابرکت شان کی عکاسی کرتا ہے۔ اسی کے بارے میں ابوحنفیہ
 کہتے ہیں کہ کوئی مومن نہیں ہے جس کے دل میں حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اہلبیت کی محبت
 قائم نہ ہو۔ [30]

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[31]

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے یہی لوگ مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں۔
 ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت علی
 علیہ السلام سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ تَاتِيْ اَنْتَ وَ شَبْعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَاضِبِنِ مَرْضِبِنِ وَ يَأْتِيْ عِدُوْكَ غَضًا بَأْ مَقْمَحِبِنِ۔

(اے علی (ع)) وہ خیر البریہ آپ اور آپ کے شیعہ ہیں آپ اور آپ کے شیعہ قیامت کے دن خوشی و مسرت کی
 حالت میں آئیں گے اور آپ کے دشمن رنج و غضب کی حالت میں آئیں گے۔

قال: ومن عدوی؟

حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ میرا دشمن کون ہے؟

قال: من تبرا منك ولعنك

آپ نے فرمایا:

جو آپ سے دوری اختیار کرے اور آپ کو برا بھلا کہے وہ آپ کا دشمن ہے۔[32]

اسی طرح خداوند متعال کا ایک اور فرمان ہے :

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ <[33]

اے مومنین ! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ ۔

سورہ تو بہ کی اس آیہ شریفہ کے ذیل میں جناب سیوطی کہتے ہیں: ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت بیان

کی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :

> اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ <[34]

اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔[35]

اس میں سچوں کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ۔

نیز اللہ کا فرمان ہے: > اجْعَلْنُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي

سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ <[36]

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کو آباد کرنے کے کام کو اس شخص کی خدمت کے برابر سمجھ

لیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان لا چکا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد بھی کر چکا ہے یہ دونوں خدا

کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے اور خدا ظالموں کو سیدھے راستہ کی ہدایت نہیں کرتا۔

السدي کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام، جناب عباس اور شبیر بن عثمان آپس میں فخر کیا کرتے تھے

، حضرت عباس کہتے تھے میاں سب سے افضل ہوں کیونکہ میں بیت اللہ کے حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں

، جناب شبیر کہتے تھے کہ میں نے مسجد خدا کی تعمیر کی ۔ حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں: میں نے

حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہجرت کی اور ان کے ساتھ مل کر اللہ کی راہ میں جہاد

کیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:

> الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْثَرُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ .

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ <[37]

وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال کے ذریعہ جہاد کیا اللہ تعالیٰ کے

نزدیک انکا بہت بڑا مقام ہے ،یہی لوگ کا میاب ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت کی بشارت دی ہے باغات

اور جنت انہیں کے لیئے ہیں اور وہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔

نیز اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے:

> وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ <[38]

انہیں روکو، ان سے سوأل کیا جائے گا۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ دیلمی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا: قرآن مجید کی اس آیت سے مراد یہ ہے کہ انہیں روکو، کیونکہ ان سے ولایت علی (ع) ابن ابی

طالب علیہ السلام سے متعلق سوال کیا جائے گا۔

اسی مطلب کو واحدی نے بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان وقفوہم انہم مسئلون ۔ کہ انہیں

ٹھہراؤ یہ لوگ ذمہ دار ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام اور اہل بیت کی ولایت کے

سلسلے میں جواب دہ ہیں کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا

ہے کہ لوگوں کو بتاؤ کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کا فقط یہی اجر مانگتا ہوں کہ میرے قرابت داروں سے محبت رکھو۔

کیا ان لوگوں نے (حضرت) علی علیہ السلام اور اولاد علی (ع) سے اسی طرح محبت کی جس طرح رسول اللہ (ص) نے حکم دیا تھا یا انہوں نے ان سے محبت کرنے کا اہتمام نہیں کیا اور اسے اہمیت نہیں دی لہذا اس سلسلہ میں ان لوگوں سے پوچھا جائے گا۔ [39]

خداوند عالم کا ارشاد ہوتا ہے :

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيَ اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةً لَائِمَةً ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ < [40]

اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو ان کی جگہ پر لے آئے گا جنہیں اللہ دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہوں گے، مومنین کے ساتھ نرم اور کافروں کے ساتھ سخت ہوں گے اور وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کے ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ خدا کی مہربانی ہے، جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا صاحب وسعت اور جاننے والا ہے۔

فخر الدین رازی اور علماء کا ایک گروہ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں :

یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی، اور اس پر دو چیزیں دلالت کرتی ہیں پہلی یہ کہ جب حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غدیر کے دن فرمایا:

لَا دُفْعَنَ الرَّايَةَ غَدَاً إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔

کل میں یہ پرچم اس شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد پرچم حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کیا لہذا یہ وہ صفت ہے جو آیت میں بیان ہوئی ہے ۔

دوسری یہ کہ اللہ نے اس آیت کے بعد مندرجہ ذیل آیت بھی حضرت علی علیہ السلام کے حق میں بیان فرمائی:

> إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ <

تمہارا حاکم اور سردار فقط اللہ، اس کا رسول، اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور پابندی سے نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں ۔

ابن جریر کہتے ہیں:

اگر یہ آیت یقیناً حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے تو اس سے پہلی والی آیت کا حضرت علی کے حق میں نازل ہونا اولیٰ ہے۔ [41]

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :

> فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ < [42]

اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے سوال کرو۔

جابر جعفی کہتے ہیں کہ جب یہ آیت ”فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ نازل ہوئی تو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے تھے ہم اہل ذکر ہیں۔ [43]

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

> أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ <

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور (ہدایت) پر

ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو کفر کی تاریکیوں میں پڑا رہے پس افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل یاد خدا کے سلسلے میں سخت ہو گئے ہیں وہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ [44]

یہ آیت بھی حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کو بیان کرتی ہے کیونکہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام، حضرت حمزہ علیہ السلام، ابو لہب اور اس کی اولاد کے متعلق نازل ہوئی حضرت علی علیہ السلام اور حضرت حمزہ وہ ہیں جن کے سینوں کو اللہ تبارک تعالیٰ نے اسلام کے لیئے کھول دیا ہے اور ابولہب اور اس کی اولاد وہ ہے جن کے دل سخت ہیں۔ [45]

ایک اور آیت میں اللہ فرماتا ہے:

> **مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا** [46]

مومنین میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے خدا سے کیا ہوا عہد سچ کر دکھایا ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی ذمہ داری پوری کر چکے ہیں اور بعض (شہادت) کے منتظر ہیں اور انہوں نے (ذرا سی بھی) تبدیلی اختیار نہیں کی۔

حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے وہاں آپ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا :

یہ آیت میرے چچا حمزہ اور میرے چچا زاد بھائی عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب اور میری شان میں نازل ہوئی ہے۔ عبیدہ اپنی ذمہ داری بدر کے دن شہید ہو کر پوری کر گئے اور حمزہ احد کے دن درجہ شہادت پر فائز ہو کر اپنی حیات مکمل کر گئے۔ اور میں اس کا منتظر و مشتاق ہوں۔ پھر اپنی ریش مبارک اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ عہد ہے جو مجھ سے میرے حبیب حضرت ابوالقاسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے لیا ہے۔ [47]

اس طرح خداوند عالم کا ارشاد ہے:

[48]

اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ (تو) پرہیز گار ہیں۔

ابو ہریرہ کہتا ہے کہ صدق کو لانے والے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی تصدیق کرنے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں [49]

ایضاً اللہ ارشاد فرماتا ہے:

> **مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ** [50]

اس نے آپس میں ملے ہوئے دو دریا بھادئیے ہیں اور دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے جو ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتا پھر تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان دونوں سے موتی اور مونگے (لو لو اور مرجان) نکلتے ہیں۔

ابن مردویہ نے ابن عباس سے مرج البحرین يلتقيان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ان سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ (ع) ہیں اور برزخ لا يبغیان سے مراد حضرت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اور یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان سے مراد حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں۔ [51]

ایضاً اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

> **اُمِّ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا**

جو لوگ برے کاموں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں کیا انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم ان کو ان لوگوں کی مانند قرار دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کیا ان کا جینا و مرنا مساوی ہے یہ لوگ (کیسے کے سے) برے حکم لگایا کرتے ہیں۔ [52]

کلبی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ اور تین مشرکین عتبہ، شیبہ اور ولید بن شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
یہ تینوں مومنین سے کہتے تھے کہ تم کچھ بھی نہیں ہو اگر ہم حق کہہ دیں تو ہمارا حال قیامت والے دن تم سے بہتر ہو گا۔ جیسا کہ دنیا میں ہماری حالت تم سے بہتر ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اس فرمان کے ساتھ ان کی نفی کی ہے کہ یہ واضح ہے کہ ایک فرمانبردار مومن کا مرتبہ و مقام ایک نا فرمان کافر کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ [53]
ایضاً اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

اور وہی قادر مطلق ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور پھر اس کو بیٹا اور داماد بنا دیا (اور) پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔ [54]

محمد بن سرین اس آیت کی تفسیر میں کہتا ہے کہ یہ آیت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے چچا زاد اور آنحضرت کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے شوہر ہیں گویا ”نسباً“ اور ”صہراً“ کی تفسیر ہے۔ [55]

ایضاً پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ - إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالْحَقِّ وَتَوَّصُوا بِالصَّبْرِ [56]

زمانے کی قسم بے شک انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور باہم ایک دوسرے کو حق کی وصیت اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

سیوطی کہتے ہیں کہ ابن مردویہ نے ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ، سے مراد ابوجہل بن ہشام ہے اور ”إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ“ سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور حضرت سلمان ہیں۔ [57]

ایضاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے :

[58]

اعراف پر کچھ ایسے لوگ (بھی) ہوں گے جو لوگوں کی پیشانیاں دیکھ کر انہیں پہچان لیں گے۔

ثعلبی نے ابن عباس سے روایت بیان کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں پل صراط کی ایک بلند جگہ کا نام اعراف ہے اور اس مقام پر حضرت عباس، حضرت حمزہ اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام موجود ہوں گے وہاں سے دو گروہ گزریں گے یہ لوگ اپنے محبوب کو سفید اور روشن چہرواں اور اپنے دشمنوں کو سیاہ چہروں کے ذریعے پہچان لیں گے۔ [59]

قارئین کرام! تھی یہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان اور فضیلت میں نازل ہونے والی آیات کی یہ ایک جھلک ہے کیونکہ آپ کی شان میں نازل شدہ تمام آیات کو اس مقام پر بیان کرنا مشکل

ہے۔ بھر حال خطیب بغدادی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت اور شان میں تین سو سے زیادہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ [60]

ابن حجر اور شبلنجی ابن عامر اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ کسی کے متعلق بھی اس قدر آیات نازل نہیں ہوئیں جتنی آیات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ [61]

ہم حضرت علی علیہ السلام کی بلند و بالا اور اعلیٰ و ارفع شان اور آپ کی فضیلت اور اللہ کے نزدیک آپ کی عظیم منزلت کے متعلق نازل ہونے والی آیات کریمہ کا آنے والے ابواب میں تذکرہ کریں گے۔

آپ اور آپ کے اہل بیت ہی طاہر و مطہر ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

[62]

اے اہلبیت رسول! خدا کا فقط یہی ارادہ ہے کہ وہ ہر قسم کی گندگی اور رجس کو آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔

حضرت ام سلمیٰ ارشاد فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام حضرت حسن علیہ السلام، حضرت حسین علیہ السلام، اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو اپنی چادر کے نیچے بلا کر فرمایا:

اللہم هؤلاء اهل بيتي وخاصتي اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا۔

پروردگارا ! یہی میرے اہلبیت اور خاص لوگ ہیں ان سے ہر قسم کی گندگی کو دور فرما اور انہیں پاک و پاکیزہ رکھ جیسا پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

اس مقام پر حضرت ام سلمیٰ نے کھائے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں آپ (ص) نے فرمایا تم خیر پر ہو۔ [63]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

> فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ ابْنَاءَنَا وَابْنَاتَنَا كُمْ وَنِسَاءَنَا كُمْ وَانْفُسَنَا وَانْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ < [64]

جو شخص آپ سے (حضرت عیسیٰ کے بارے میں) خواہ مخواہ الجھ پڑے اس کے بعد کہ تمہیں علم ہو چکا ہو تو (صاف صاف) کہہ دیں اؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ، ہم اپنی جانوں کو بلائیں تم اپنی جانوں کو بلاؤ۔ اور پھر ہم آپس میں مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔

معاویہ بن ابی سفیان، سعد بن ابی وقاص سے کہتا ہے کہ تمہیں کس چیز نے ابو تراب پر لعن و طعن کرنے سے منع کیا ہے ؟

سعد نے جواب دیا:

تم حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان تین حدیثوں کو بھلا دیا جو حضرت علی (ع) کے فضائل میں بیان فرمائی تھی کہ اگر ایک بھی ان میں سے مجھے مل جاتی تو تمام دنیا و آخرت کی نعمتوں پر بھاری تھی لہذا ان کے ہوتے ہوئے میں حضرت علی علیہ السلام پر کس طرح لعن طعن کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا:

۱۔ ان پر ہرگز سب و شتم نہ کرنا۔ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک میں تشریف لے جا رہے تھے، آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی، یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر جا رہے ہیں؟۔

اس وقت میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ میرے ساتھ آپ کی نسبت وہی ہو جو حضرت ہارون کی حضرت موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔

۳۔ اور تے سرا مقام یہ ہے کہ میں نے جنگ خیبر والے دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا:

لَأَعْطِينَ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔

میں کل علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے، (اور) اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا:

(حضرت) علی کو میرے پاس بلا لاؤ۔

حضرت علی علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے، آپ (ع) کی آنکھیں کچھ خراب تھیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں علم دیا اور اللہ نے فتح عطا فرمائی۔

اسی طرح جب یہ آیت **قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ** نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اپنے پاس بلا کر فرمایا۔ پروردگارا! یہی میرے اہلبیت ہیں۔ [65]

اس طرح آپ کے فضائل بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا:

> **يُؤْفُونَ بِالْأَنْذَرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لِأَتُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا تَشْكُرُوا** [66]

اور وہ اپنی منتوں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے خوف کھاتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیل جائے گی اور وہ خدا کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں، (اور یہ کہتے ہیں کہ) ہم تو فقط اللہ کی خوشنودی کے لیے کھلاتے ہیں اور ہم کسی قسم کے بدلے اور شکریہ کے طالب نہیں ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام مریض ہو گئے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابو الحسن آپ اپنے بچوں کے لیے منت مانے۔

حضرت علی علیہ السلام نے کھا اگر خداوند متعال انہیں صحت عطا فرمائے تو میں تین دن تک روزہ رکھوں گا

اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے بھی ۷ منت مانے۔

آپ کی کنیز جناب فضہ ثوبیہ نے بھی ۷ منت مانے کہ اگر میرے سردار ٹھیک ہو جائیں تو میں تین روزے رکھوں گی حضرت علی علیہ السلام شمعون خیبری کے پاس گئے اور اس سے تین صاع جو قرض لئے اور جناب فاطمہ کے پاس آئے بی بی نے ایک صاع جو کو پیس کر اس سے روٹی تیار کی۔

حضرت علی علیہ السلام حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر گھر واپس آئے اور جب ان کے سامنے کھانا چنا گیا تو دروازے پر ایک مسکین نے آواز دی۔

السلام علیکم اہل بیت محمد۔

اے اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلام ہو۔
میں ایک مسکین مسلمان ہوں مجھے کھانا کھلائیں خدا آپ کو جنت کے پھل عطا کرے گا۔
حضرت علی علیہ السلام نے اس آواز کو سنا تو فرمایا سارا کھانا اسے دے دیں اور خود پانی کے چند گھونٹ کے ساتھ روزہ افطار کیا۔

دوسرے دن حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ایک صاع جو کی روٹیاں تیار کیں حضرت علی علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس آئے جب کھانا لگایا گیا اس وقت ایک یتیم نے دروازہ پر آکر کہا۔

السلام علیکم اہل بیت محمد -

اے اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلام ہو۔

مہاجرین میں سے ایک یتیم آپ کے دروازے پر کھڑا ہے ، اسکا باپ شہید ہو چکا ہے اسے کھانا کھلائیں۔
آپ (ع) نے سارا کھانا اسے دے دیا اور دوسرے دن بھی پانی کے علاوہ کچھ نہ چکھا جب تیسرا دن ہوا جنا ب فاطمہ (ع) نے آخری صاع گندم کو پیسا اور اس سے کھانا تیار کیا حضرت علی علیہ السلام جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس آئے اور کھانا لگایا گیا اس وقت دروازے پر کھڑے ایک قیدی کی صدا بلند ہوئی۔

السلام علیکم اہل بیت النبوة۔

اے اہل بیت محمد آپ پر سلام ہو۔ دشمنوں نے ہمیں اسیر بنایا ہمارے ساتھیوں کو شہید کیا اور کھانا تک نہ دیا آپ مجھ اسیر کو کھانا کھلائیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے ساری غذا اس کے حوالے کردی آپ نے تین شب و روز تک پانی کے علاوہ کچھ نہیں کھایا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے سب کو بھوکا دیکھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں قرآن مجید میں: **هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ** سے لے کر **جَزَاءٌ وَلَا شُكُورًا** تک کی آیات نازل فرمائیں۔ [67]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

< قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى > [68]

اے رسول (ص) ان سے کہہ دیں کہ میں تبلیغ رسالت کے سلسلے میں اپنے قرابت داروں یعنی اہلبیت کی محبت کے علاوہ تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا ۔

ایک اعرابی رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اسلام قبول کروائیں تو حضرت نے فرمایا تم گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے عبد اور رسول ہیں۔ جب کلمہ تو حید اور رسالت پڑھ چکا تو کہنے لگا مجھ پر اس کی کوئی اجرت ہے۔

فرمایا :

نہیں مگر یہ کہ میرے قرابت داروں سے محبت ۔

اس نے کہا، آپ کے قرابت داروں کی محبت پر میں آپ کی بیعت کرتا ہوں اور جو شخص آپ اور آپ کے قرابت داروں سے محبت نہیں کرتا اللہ اس پر لعنت کرے ، اس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آمین۔ [69]

حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے والد بزرگوار حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی

شہادت کے دن خطبہ کے درمیان فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي، وَمَنْ لَمْ يَعْرِفَنِي فَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَأَنَا ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ الْوَصِيِّ وَأَنَا ابْنُ الْبَشِيرِ وَأَنَا ابْنُ النَّذِيرِ وَأَنَا ابْنُ الدَّاعِي إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَأَنَا ابْنُ السَّرَاحِ الْمُنِيرِ۔
اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں حسن (ع) ابن علی (علیہ السلام) ہوں میں حضرت نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کا فرزند ہوں میں ابن وصی ہوں، میں بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کا بیٹا ہوں، میں اللہ کی طرف دعوت دینے والے کا جگر گوشہ ہوں اور میں سراج منیر کا چشم و چراغ ہوں۔

نیز مزید فرمایا:

وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِينَ كَانَتْ جِبْرِيلُ ۙ نَزَلَ الْبَنَاءَ وَيَصْعَدُ مِنْ عِنْدِنَا وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِينَ أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِي افْتَرَضَ اللَّهُ مَوَدَّتَهُمْ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) : قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى۔

میں ان اہلبیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں جن کے ہاں حضرت جبریل علیہ السلام آتے اور ہمارے ہاں سے آسمان کی طرف جاتے ہیں، میں ان اہلبیت سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے رجز کو دور رکھا ہے اور انہیں ایسا پاک و پاکیزہ رکھا جیسا پاک رکھنے کا حق ہے، میں ان اہلبیت کی فرد ہوں جن کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر واجب اور ضروری قرار دی۔

اور اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے ارشاد فرمایا:

ان لوگوں سے کہہ دیں میں تم سے اپنے اہلبیت کی محبت کے علاوہ کوئی اجر رسالت نہیں مانگتا۔ بہر حال جو شخص نیکی کو پہچان لیتا ہے اس کی نیکیوں میں اضافہ کردیا جاتا ہے اور نیکیوں کی پہچان ہم اہلبیت کی محبت ہے۔ [70]

یہاں تک تو ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ آیت مودۃ حضرت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے قرابت داروں کی شان میں نازل ہوئی البتہ وہ روایات جو بتاتی ہیں فقط حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے قرابت دار ہیں۔ ان روایات کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ سب روایات مندرجہ بالا مطلب کی حکایت کرتی ہیں۔

جناب زمخشری صاحب اپنی کتاب کشاف میں آیت مودۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جب آیت مودۃ نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے۔

تب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:

وہ علی (علیہ السلام)، فاطمہ (سلام اللہ علیہا) اور ان کے دو بیٹے ہیں۔

تفسیر کبیر میں فخر رازی آیت مودۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے صاحب کشاف کی روایت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

فُتِبَتْ أَنْ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةُ أَقْرَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

پس ثابت ہو گیا کہ یہی چار ہستیاں ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے قرابت دار ہیں۔

اس کے بعد مزید کہتے ہیں:

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ہم پر واجب ہے کہ ہم مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر دوسروں کی نسبت ان کی زیادہ عزت اور تعظیم کریں۔

۱۔ بے شک اہلبیت علیہم السلام وہ ہستیاں ہیں کہ جن کی طرف تمام امور کی بازگشت ہوتی ہے اور ہر وہ شخص جس کی بازگشت ان (اہل بیت) کی طرف ہو وہی محبت کا حقدار ہے۔

اور اس میں بھی کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے کہ حضرت فاطمہ (ع) 'حضرت علی (ع) حضرت امام حسن (ع) اور حضرت امام حسین (ع) کا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور یہ مطلب تواتر کے ساتھ روایات میں موجود ہے۔

۲۔ یہ بات بلاشک و تردید ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے بہت محبت کرتے تھے اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے متعلق فرمایا:

فاطمۃ بضعة منی ۛ وڈے نی ما ۛ وڈے ہا

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔

یہ بات بھی موثر روایات سے ثابت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم، حضرت علی علیہ السلام، حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، جب یہ سب کچھ روز روشن کی طرح واضح ہے تو امت پر (اللہ تعالیٰ کے درجہ ذیل فرامان کی روشنی میں) اہلبیت کی اطاعت اور محبت ضروری ہے۔

۱۔ > وَأَتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔ [71]

ان کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

۲۔ > فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ ... [72]

پس ان لوگوں سے ڈرو (بچو) جو امر خدا کی مخالفت کرتے ہیں۔

۳۔ > قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ... [73]

اے رسول ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

۴۔ [74]

بے شک تمہارے لیئے رسول اللہ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

۳۔ آل کے لئے دعا ایک بہت بڑا منصب ہے اسی وجہ سے اس کو تشہد کی صورت میں نماز کے اختتام پر واجب قرار دیا گیا ہے اور اس کی صورت اللہ صلی علی محمد و آلہ محمد ہے۔

یہ تعظیم آل کے علاوہ کسی اور کے حق میں بیان نہیں ہوئی ہے، ان سب مطالب کی اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت محمد (ص) و آل محمد (ص) کی محبت ہم سب پر واجب ہے۔ [75]

تفسیر المیزان میں جناب ابن عباس سے روایت موجود ہے کہ جب یہ آیت "قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ" نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا :

یا رسول اللہ آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت واجب قرار دی گئی ہے۔

آپ (ص) نے فرمایا ان سے مراد علی (ع)۔ فاطمہ (ع)۔ اور ان کی اولاد (علیہم السلام) ہیں۔ صاحب تفسیر میزان

کہتے ہیں کہ طبرسی نے مجمع البیان میں وولداہا کی جگہ و "ولداہا" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ [76]

[1] صحیح ترمذی ج ۲ ص ۳۰۱، اسی طرح حاکم نے بھی مستدرک ج ۳ ص ۳۶۱ پر اس مطلب کو ذکر کیا ہے اور ان

کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔

[2] المستدرک ج ۳ ص ۱۳۶۔

[3] حاکم کہتے ہیں کہ شیخین کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔ مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۲۹۹

[4] ابن حجر ، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۸، قسم اول، ص ۱۸۳

[5] کنز العمال ج ۶ ص ۳۹۵۔

[6] کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۶۔

[7] کشف الغمہ ج ۱ ص ۷۹۔

[8] کشف الغمہ ج ۱ ص ۸۳۔

[9] مناقب خوارزمی ص ۵۶۔

[10] شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۲۲۔

[11] کشف الغمہ ج ۱ ص ۸۵۔

[12] تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۶۔

[13] ارشاد ج ۱ ص ۳۲۔

[14] ابن حجر لاصابہ ج ۷ حصہ اول ص ۱۶۷۔

[15] سورہ مائدہ آیت ۵۵۔

[16] الکشاف ج ۱ ص ۶۴۹۔

[17] سورہ ہود آیت ۱۷۔

[18] سیوطی نے در منثور میں اس آیت کے ذیل میں اس مطلب کو بے ان کے ا ہے۔

[19] سورہ سجدہ: آیت ۱۸۔

[20] واحدی اسباب نزول ص ۲۶۳۔

[21] سورہ تحریم: آیت ۲۔

[22] ابن حجر العسقلانی فتح الباری، ج ۱۳ ص ۲۷۔

[23] سورہ حاقہ آیت ۱۲۔

[24] تفسیر ابن جریر الطبری ج ۲۹ ص ۳۵۔

[25] سورہ رعد آیت ۷۔

[26] کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۷۔

[27] سورہ بقرہ آیت ۲۷۲۔

[28] اس روایت کو اسد الغابہ میں ابن اثیر جزری نے ج ۲ ص ۲۵، ذکر کے ا ہے۔ اور اسی مطلب کو زمحشری نے

تفسیرکشاف میں نقل کیا ہے ان کے علاوہ دوسری کتب میں بھی ے ہی تفسیر مذکور ہے ۔

[29] سورہ مریم آیت ۹۶۔

[30] ریاض النضرہ ج ۲ ص ۲۰۷، الصواعق ابن حجر ص ۱۰۲، نور الابصار شبلنجی ص ۱۰۱۔

[31] سورہ البینہ آیت ۷

[32] صواعق محرقہ ابن حجر ص ۹۶، نور الابصار شبلنجی ص ۷۰ اور ص ۱۰۱۔

[33] سورہ توبہ آیت ۱۱۹۔

- [34] سورہ توبہ آیت ۱۱۹۔
- [35] سورہ توبہ آیت 19۔
- [36] سیوطی در منثور در ذیل آیت۔
- [37] سورہ توبہ آیت ۲۰ تا ۲۱، تفسیر ابن جریر طبری ج ۱۰ ص ۶۸۔
- [38] سورہ صافات آیت ۲۲۔
- [39] الصواعق محرقہ ابن حجر ص ۷۹۔
- [40] فخر رازی نے تفسیر کبیر میں سورہ مائدہ کی اس آیت کے ذیل میں یہ تفسیر بیان کی ہے ۔
- [41] سورہ مائدہ آیت ۵۲۔
- [42] سورہ نحل آیت ۲۳۔
- [43] تفسیر ابن جریر طبری ج ۱۷ ص ۵۔
- [44] سورہ زمر: ۲۲۔
- [45] ریاض النضرہ 'محب طبری ج ۲ ص ۲۰۷۔
- [46] سورہ احزاب: ۲۳۔
- [47] صواعق محرقہ ابن حجر ص ۸۰۔
- [48] سورہ زمر: ۳۳۔
- [49] سیوطی در منثور ذیل تفسیر آیہ ۔
- [50] سورہ رحمن: ۲۹ تا ۲۲ ۔
- [51] سیوطی در منثور ۔
- [52] سورہ جاثیہ : ۲۱۔
- [53] تفسیر کبیر ،فخر الدین رازی ذیل تفسیر آیہ۔
- [54] سورہ فرقان: ۵۲۔
- [55] نور الابصار شبلنجی ص ۱۰۲۔
- [56] سورہ عصر۔
- [57] درمنثور تفسیر سورہ عصر۔
- [58] سورہ اعراف: ۲۶۔
- [59] صواعق محرقہ ابن حجر ص ۱۰۱۔
- [60] تاریخ بغداد' خطیب بغدادی ج ۶ ص ۲۲۱۔
- [61] صواعق محرقہ ص ۷۶، نور الابصار ص ۷۳۔
- [62] سورہ احزاب آیت ۳۳۔
- [63] صحیح ترمذی ج ۲ ص ۳۱۹۔
- [64] سورہ آل عمران آیت ۶۱۔
- [65] صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ با ب فضائل علی ابن ابی طالب (ع)۔
- [66] سورہ دھر آیت ۸: و ۹۔
- [67] اسد الغابہ ابن جزری -ج ۵ ص ۵۳۰۔

- [68] سورہ شوری آیت ۲۳۔
 [69] حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۲۰۱۔
 [70] مستدرک صحیحین ج ۳ ص ۱۷۲۔
 [71] سورہ اعراف آیت ۱۵۸۔
 [72] سورہ نور آیت ۶۳۔
 [73] سورہ آل عمران آیت ۳۱۔
 [74] سورہ احزاب آیت ۲۱۔
 [75] فخر رازی تفسیر کبیر ذیل آیت مودۃ ۔
 [76] المیزان فی تفسیر القرآن ج ۸ ص ۵۲۔

سب سے پہلے مومن ترمذی نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ [1]
 حضرت رسول اکرم (ص) نے فرمایا:
 اُولَکُم وَاَرَادَا عَلِیَّ الْحَوْضَ، اُولَکُم اِسْلَامًا، عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ۔
 تم میں سے سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر وہ پہنچے گا جو تم میں سب سے پہلے اسلام لایا ہو اور وہ حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔ [2]
 سعد بن ابی وقاص ایک گروہ کے پاس کھڑے تھے ان میں سے ایک شخص حضرت علی ابن ابی طالب پر سب و شتم کر رہا تھا اس وقت سعد نے کھائے شخص تو علی ابن ابی طالب کو برا بھلا کیوں کہہ رہا ہے؟۔
 کیا وہ سب سے پہلے مسلمان نہ تھے؟
 کیا انہوں نے سب سے پہلے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز کیا وہ سب سے زیادہ زاہد نہ تھے؟
 کیا وہ سب سے زیادہ عالم نہ تھے؟
 کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کا عقد ان سے نہیں پڑھا؟
 کیا وہی جنگوناور اسلامی معرکوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمبردار نہ تھے؟
 اس کے بعد سعد رو بقبلہ ہو کر دونوں ہاتھ کو بلند کر کے کہنے لگے :
 اے اللہ جس نے تیرے اولیاء میں سے اس ولی پر سب و شتم کیا ہے وہ تیری قدرت کا نظارہ دیکھے بغیر اس جگہ سے نہ جانے پائے (اس روایت کے راوی) متین بن حازم کہتے ہیں۔
 خدا کی قسم ہم اس سے جدا ہوئے ہی تھے کہ اس کے سر پر کھجور کے دانے کے برابر پتھر آکر لگا اور اس کا بھے جائے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ [3]
 ابن حجر، لے لی غفاریہ کی سند سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں حضرت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہمراہ کسی غزوہ میں شرےک تھی، اس غزوہ میں میری ذمہ داری زخمیوں کو مرہم پٹی کرنے کے ساتھ ساتھ بیماروں کی تیمار داری کرنا تھی، جب حضرت علی علیہ السلام بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ چل دی میں نے وہاں حضرت عائشہ کو دیکھا تو اس کے پاس گئی اور اس سے پوچھا:
 کیا تم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کوئی فضیلت سنی ہے؟۔

نہیں پڑھی ؟

حضرت عائشہ کہنے لگی:

ہاں ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے اور وہ (حضرت علی علیہ السلام) بھی ہمارے ساتھ تھے، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص قسم کی چادر اوڑھ رکھی تھی اور علی (ع) ہمارے سامنے آ کر بیٹھ گئے۔

میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ کو اس سے بڑا مکان نہیں مل سکتا جہاں ہم سب آسانی سے رہ سکیں تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

”یا عائشہ! دعی لی اخی فانہ اول الناس اسلاماً، وآخر الناس لی عهداً وأول الناس بی لقیامہ یوم القیامہ“

اے عائشہ! میرے بھائی کو میرے پاس بلا کر لے آؤ۔ وہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، آخر تک میرے عہد پر قائم رہنے والے اور قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ [4]

حضرت عمر ابن خطاب سے مروی ہے کہ تم میں سے کوئی بھی علی علیہ السلام کا مقام و عظمت حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے حضرت رسول اکرم (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان میں تین خصوصیات ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی میرے پاس ہو تو وہ مجھے کائنات کی ہر چیز سے زیادہ محبوب تھی۔

حضرت عمر کہتے ہیں: میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا ہمارے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت ابو عبیدہ بن الحراج اور صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی تھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

”أنت أول الناس اسلاماً، وأول الناس إيماناً، وأنت مني بمنزلة هارون من موسى۔“

آپ (ع) ہی سب سے پہلے اسلام لانے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں، آپ (ع) کی مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون (ع) کو حضرت موسیٰ (ع) سے تھی۔ [5]

ایک دوسری سند کے ساتھ ابن عباس سے اس طرح مروی ہے کہ عمر ابن خطاب نے کہا کہ کوئی بھی علی (ع) ابن ابی طالب (ع) کی برابری نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے اندر تین خصلتیں ایسی ہیجڑنہیں کوئی بھی نہیں پا سکتا مندرجہ بالا حدیث کا سیاق بھی گزشتہ حدیث کی طرح ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إن الملائكة صلت عليّ وعلى سبع سنين قبل أن يولد بشر۔

تمام لوگوں کے اسلام قبول کرنے سے سات سال پہلے ملائکہ مجھ پر اور علی (علیہ السلام) پر درود و سلام بھیجتے تھے۔ [6]

محمد ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے اور جو کچھ آپ اللہ کی طرف سے لائے اس کی تصدیق کرنے والے بھی حضرت علی علیہ السلام ہی تھے، اس وقت آپ کی عمر ۱۰ سال تھی اور آپ پر اللہ کا یہ خصوصی اکرام ہے کہ آپ کی پرورش حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں ہوئی۔ [7]

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تین اشخاص نے سبقت حاصل کی ہے، حضرت موسیٰ کی طرف یوشع بن نون، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف صاحب ۷۰ سن نے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے سبقت حاصل کی۔ [8]

عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہیں: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سب سے پہلی چیز کا جب مجھے علم ہوا تو میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ مکہ میں آیا وہاں ہمیں عباس بن عبدالمطلب کے پاس بھیجا گیا ہم نے ان کو زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا۔

ہم بھی ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ اس وقت ہم نے ایک شخص کو باب صفا سے داخل ہوتے دیکھا۔ جس کا رنگ سرخ، لمبے بال، خوبصورت اور لمبی ناک، سفید دانت، آنکھیں اور ابرو ملی ہوئی ہیں، گہنی داڑھی، مضبوط بازو، اور خوبصورت چہرہ ہے۔

ایک عورت ان کے پاس آکر کھڑی ہوئی جو پردے میں تھی یہ سب لوگ حجر اسود کی طرف بڑھے اور سب سے پہلے اس شخص نے سلام کیا اس کے بعد اس نوجوان نے اور آخر میں اس خاتون نے سلام کیا پھر اس ہستی نے بیت اللہ کا سات بار طواف کیا اور اس کی اتباع میں اس نوجوان (حضرت علی علیہ السلام) اور اس خاتون نے بھی طواف کیا۔

اس وقت ہم نے پوچھا اے ابا الفضل اس دین کو ہم نہیں پہچانتے، کیا یہ کوئی نیا مذہب ہے؟۔ اس نے جواب دیا یہ میرے بھائی کے فرزند حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہ نوجوان حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور یہ خاتون خدیجہ بنت خویلد ہیں، اس کرہ ارض پر ان تینوں کے علاوہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت نہیں کرتا۔ [9]

شرح نہج البلاغہ میں ابن ابی الحدید کہتے ہیں: جان لیجئے ہمارے علماء متکلمین اس بات پر متفق ہیں کہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ [10] اس کے بعد ابن ابی الحدید کہتے ہیں۔ مذکورہ تمام چیزیں اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سب سے پہلے اسلام لائے اور اگر کوئی اس کا مخالف ہے تو اس کی مخالفت شاذ و نادر ہے۔ اور شاذ و نادر کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

”اِنَّكَ اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ مَعِيَ اِيْمَانًا وَاَعْلَمَهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَاَوْفَاهُمْ بِعَهْدِ اللَّهِ وَاَرَأَيْتُمْ بِالرَّعِيَةِ وَاَقْسَمَهُم بِالسَّوِيَةِ وَاَعْظَمَهُم عِنْدَ اللَّهِ مَزِيَةً“ [11]

بیشک آپ مومنین میں سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانے والے، سب سے زیادہ اللہ کی آیات جاننے والے، سب سے زیادہ بہتر انداز میں اللہ کے عہد کو نبھانے والے، سب سے زیادہ لوگوں کے ساتھ مہربان ہیں اور برابر سے تقسیم کرنے میں سب سے زیادہ بہتر ہیں آپ کا مرتبہ اللہ تبارک تعالیٰ کے نزدیک عظیم ہے۔

ترمذی نے روایت کی ہے کہ راوی نے کہا میں نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

”اَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَاَخُو رَسُولِهِ وَاَنَا الصَّدِيقُ الْاَكْبَرُ لَا يَقُولُهَا بَعْدِي اِلَّا كَاذِبٌ مُفْتَرٌ، صَلَاتُكَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سَنِينَ۔

میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں۔ میں صدیق اکبر ہوں اور میرے بعد یہ دعویٰ کرنے والا جھوٹا بھتان باندھنے والا ہے اور سب سے پہلے میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سات سال کی عمر میں نماز پڑھی۔ [12]

شیخ مفید اعلیٰ اللہ مقامہ نے خدیجہ بن ثابت انصاری، صاحب ذی الشہادتین رضی اللہ عنہ سے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

ما كنت احسب هذا الامر منصرفاً
عن هاشم ثم منها عن ابي حسن

اليس اول من صلى لقلبهم
واعرف الناس بالآثار والسنن

وآخر الناس عهداً بالنبی و من
جبریل عون له فی الغسل والكفن

من فيه ما فيهم لا يمترون به
وليس في القوم ما فيه من الحسن

ما ذا الذي ردكم عنه فنعلمه
ها ان بيعتكم من اغبن الغبن

میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ امر خلافت کو بنی ہاشم میں حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے دور رکھا جائے گا۔ میں کبھی بھی جناب ہاشم اور پھر ان کی اولاد سے منہ موڑنے والوں کو دوست نہیں رکھتا، میں حضرت ابوالحسن علیہ السلام کی اس فضیلت کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کہ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے تمہارے ساتھ قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور وہ سنن نبی(ص) کے سب سے زیادہ عارف ہیں اور آخر دم تک عہد نبی(ص) پر قائم رہے حضرت نبی(ص) کو غسل و کفن دینے میں جبرئیل انہیں کے مددگار تھے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ قوم کی تمام خوبیاں ان میں بدرجہ کامل تھیں اور پوری قوم میں ان جیسی خوبیاں نہیں ہیں۔ کیا چیز ہے جس نے تمہیں ان سے ہٹادیا ہے تاکہ ہم بھی اسے جان لےں خبردار تمہاری بے عت دھوکوں میں سب سے بڑا دھوکا ہے[13]

ابن حجر اپنی کتاب الاصابہ میں ابی لیلہ غفاری سے روایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابی لیلہ غفاری نے کھاکہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
ستكون من بعدی فتنة فاذا كان ذلك فالزموا علی بن ابي طالب فانه اول من آمن بی واول من عصفحنی یوم القیامہ وهو الصدیق الاکبر وهو فاروق هذه الامة وهو عسوب المؤمنین والمال یعسوب المنافقین۔
عنقریب میرے بعد فتنے اٹھیں ہوں گے اس وقت تم حضرت علی (ع) کے دامن کو تھام لینا کیونکہ وہ پہلے شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے وہ پہلے شخص ہوں گے جو قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کریں گے وہ اس امت کے صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں اور وہ مومنین کے رہنما ہیں جبکہ مال منافقین کا رہنما ہے۔[14]

قرآن مجید میں علی (ع) کے فضائل قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:
> إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ> [15]
بے شک اللہ اور اس کا رسول اور اس کے بعد وہ تمہارا ولی ہے جو ایمان لایا اور نماز قائم کی اور رکوع کی حالت میں زکات ادا کی۔
زمخشری اپنی کتاب کشاف میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں اس وقت نازل

ہوئی جب آپ نے نماز پڑھتے وقت حالت رکوع میں سائل کو اپنی انگوٹھی عطا کی۔ زمخشری مزید کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ اس آیت میں تو جمع کا لفظ آیا ہے اور یہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب کسی کام کا سبب فقط ایک ہی شخص ہو تو وہاں اس کے لئے جمع کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے تا کہ لوگ اس فعل کی شبیہ بجا لانے میں رغبت حاصل کرے اور ان کی خواہش ہو کہ ہم بھی اس جیسا ثواب حاصل کر لیں۔ [16]

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَءَتَلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ < [17]

کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہے اور اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ ہے جو اسی سے ہے۔

سیوطی درمنثور میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں اور مزید کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَءَتَلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ۔

وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر قائم ہے وہ میں ہوں اور اس کے پچھے پچھے ایک گواہ بھی ہے جو اسی سے ہے اور وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ [18]

نیز اور اللہ کا یہ ارشاد ہے :

> اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ < [19]

کیا ایمان لانے والا اس شخص کے برابر ہے جو بد کاری کرتا ہے؟ یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔

واحدی نے مذکورہ آیات کے اسباب نزول کے بارے میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہا۔

میں آپ سے عمر میں زیادہ، زبان میگویتا تر اور زیادہ لکھنا جانتا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ تم تو فاسق ہو اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی :

> اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ <۔

کیا ایمان لانے والا شخص اس کے برابر ہے جو کھلی بدکاری کرتا ہے؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

ابن عباس کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام مومن ہیں اور ولید بن عقبہ فاسق ہے [20]۔

نیز اللہ کا فرمان ہے :

(اے نبی کی ازواج) اگر تم اللہ کے حضور توبہ کر لو (تو بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل کج ہو گئے ہیں اگر تم دونوں نبی کے خلاف کمر بستہ ہو گئے توبے شک اللہ، جبرئیل اور صالح مومنین اس کے مددگار ہیں اور ان کے بعد ملائکہ کے بعد ملائکہ ان کی پشت پر ہیں۔ [21]

ابن حجر کہتے ہیں طبری نے مجاہد کے حوالہ سے نقل کیا ہے صالح المومنین حضرت علی علیہ السلام، ابن عباس، حضرت امام محمد بن علی، لباقر اور ان کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ صالح المومنین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں [22]

اسی طرح خداوند عالم کا یہ ارشاد :

> لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ < [23]

اس واقعہ کو تمہارے لیئے یادگار بنا دیں تاکہ یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی اس آیت وتعیہا اُذُن وَاَعِيہ کی تلاوت فرمائی اور

پھر حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کے کانوں کو ان خصوصیات کا مالک بنا دے حضرت علی علیہ السلام فرماتے

ہیں کہ میں رسول اکرم سے جس چیز کو بھی سنتا تھا اسے فراموش نہیں کرتا تھا۔ [24]

حضرت علی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ایک اور یہ فرمان ہے:

> اَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ < [25]

آپ تو محض ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم میں ایک نہ ایک ہدایت کرنے والا ہوتا ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِي الْهَادِي وَبِكِ يَهْتَدِي

المهتدون من بعدی۔ میں ڈرانے والا اور حضرت علی علیہ السلام ہادی ہیں، اس کے بعد اسی جگہ فرمایا: اے

علی (علیہ السلام) میرے بعد ہدایت چاہنے والے تیرے ذریعے ہدایت پائیں گے [26]

اسی طرح خداوند متعال کا ایک اور فرمان ہے:

وہ لوگ جو دن اور رات میں اپنا مال پوشیدہ اور آشکار طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کے رب کے

پاس ان کا اجر ہے اور انہیں کسی قسم کا خوف و غم نہیں ہے۔ [27]

ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی آپ کے پاس چار درہم تھے

آپ نے ایک درہم رات میں، ایک درہم دن میں، ایک درہم چھپا کر اور ایک درہم علانیہ اللہ کی راہ میں خرچ

کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ [28]

نیز اللہ کا فرمان ہے: [29]

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے عنقریب خدائے رحمن ان کی محبت کو لوگوں کے

دلوں میں پیدا کرے گا۔

حضرت علی علیہ السلام کے فضل و کمال کے سلسلہ میں نازل ہونے والی آیات میں خداوند متعال کا ارشاد

سَيَجْعَلُ لَّهُمُ الرَّحْمَنُ وَدًا خُصُوصِي طُورٍ پَرِ اَپ کی بابرکت شان کی عکاسی کرتا ہے۔ اسی کے بارے میں ابوحنفیہ

کہتے ہیں کہ کوئی مومن نہیں ہے جس کے دل میں حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اہلبیت کی محبت

قائم نہ ہو۔ [30]

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[31]

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے یہی لوگ مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی

علیہ السلام سے فرمایا:

یا علی تاتی اُنت و شے عتک یوم القیامۃ راضے مرضےن و یأتی عدوک غضا باً مقمّحےن۔

(اے علی (ع)) وہ خیر البریہ آپ اور آپ کے شیعہ ہیں آپ اور آپ کے شیعہ قیامت کے دن خوشی و مسرت کی

حالت میں آئیں گے اور آپ کے دشمن رنج و غضب کی حالت میں آئیں گے۔

قال: ومن عدوى؟

حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ میرا دشمن کون ہے ؟

قال: من تبرا منك ولعنك

آپ نے فرمایا:

جو آپ سے دوری اختیار کرے اور آپ کو برا بھلا کہے وہ آپ کا دشمن ہے۔[32]

اسی طرح خداوند متعال کا ایک اور فرمان ہے :

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ <[33]

اے مومنین ! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ ۔

سورہ تو بہ کی اس آیہ شریفہ کے ذیل میں جناب سیوطی کہتے ہیں: ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت بیان

کی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :

> اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ <[34]

اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔[35]

اس میں سچوں کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ۔

نیز اللہ کا فرمان ہے: > اجْعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ

اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ <[36]

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کو آباد کرنے کے کام کو اس شخص کی خدمت کے برابر سمجھ

لیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان لا چکا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد بھی کر چکا ہے یہ دونوں خدا

کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے اور خدا ظالموں کو سیدھے راستہ کی ہدایت نہیں کرتا۔

السدي کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام، جناب عباس اور شبیر بن عثمان آپس میں فخر کیا کرتے تھے

، حضرت عباس کہتے تھے میاں سب سے افضل ہوں کیونکہ میں بیت اللہ کے حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں

، جناب شبیر کہتے تھے کہ میں نے مسجد خدا کی تعمیر کی ۔ حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں: میں نے

حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہجرت کی اور ان کے ساتھ مل کر اللہ کی راہ میں جہاد

کیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:

> الَّذِينَ آمَنُوا وَبَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْثَرُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ -

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ <[37]

وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال کے ذریعہ جہاد کیا اللہ تعالیٰ کے

نزدیک انکا بہت بڑا مقام ہے ،یہی لوگ کا میاب ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت کی بشارت دی ہے باغات

اور جنت انہیں کے لیئے ہیں اور وہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔

نیز اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے:

> وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ <[38]

انہیں روکو، ان سے سوال کیا جائے گا۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ دیلمی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا: قرآن مجید کی اس آیت سے مراد یہ ہے کہ انہیں روکو، کیونکہ ان سے ولایت علی (ع) ابن ابی

طالب علیہ السلام سے متعلق سوال کیا جائے گا۔

اسی مطلب کو واحدی نے بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرمان وقفوہم انہم مسئلہوں۔ کہ انہیں ٹھہراؤ یہ لوگ ذمہ دار ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام اور اہل بیت کی ولایت کے سلسلے میں جواب دہ ہیں کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کو بتاؤ کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کا فقط یہی اجر مانگتا ہوں کہ میرے قرابت داروں سے محبت رکھو۔

کیا ان لوگوں نے (حضرت) علی علیہ السلام اور اولاد علی (ع) سے اسی طرح محبت کی جس طرح رسول اللہ (ص) نے حکم دیا تھا یا انہوں نے ان سے محبت کرنے کا اہتمام نہیں کیا اور اسے اہمیت نہیں دی لہذا اس سلسلہ میں ان لوگوں سے پوچھا جائے گا۔ [39]

خداوند عالم کا ارشاد ہوتا ہے :

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَابِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةً لَائِمَةً ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ < [40]

اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو ان کی جگہ پر لے آئے گا جنہیں اللہ دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہونگے، مومنین کے ساتھ نرم اور کافروں کے ساتھ سخت ہونگے اور وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کے ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ خدا کی مہربانی ہے، جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا صاحب وسعت اور جاننے والا ہے۔

فخر الدین رازی اور علماء کا ایک گروہ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں :

یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی، اور اس پر دو چیزیں دلالت کرتی ہیں پہلی یہ کہ جب حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غدیر کے دن فرمایا: لَا دَفْعَ الْرَايَةِ غَدَاً إِلَى رَجُلٍ يَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔

کل میں یہ پرچم اس شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد پرچم حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کیا لہذا یہ وہ صفت ہے جو آیت میں بیان ہوئی ہے ۔

دوسری یہ کہ اللہ نے اس آیت کے بعد مندرجہ ذیل آیت بھی حضرت علی علیہ السلام کے حق میں بیان فرمائی:

> إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ <

تمہارا حاکم اور سردار فقط اللہ، اس کا رسول، اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور پابندی سے نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں ۔

ابن جریر کہتے ہیں:

اگر یہ آیت یقیناً حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے تو اس سے پہلی والی آیت کا حضرت علی کے حق میں نازل ہونا اولیٰ ہے۔ [41]

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :

> فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ < [42]

اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے سوال کرو۔

جابر جعفی کہتے ہیں کہ جب یہ آیت ”فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون“ نازل ہوئی تو حضرت علی ابن ابی

طالب علیہ السلام فرماتے تھے ہم اہل ذکر ہیں۔[43]

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

> اَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ اُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ <
کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور (ہدایت) پر ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو کفر کی تاریکیوں میں پڑا رہے پس افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل یاد خدا کے سلسلے میں سخت ہو گئے ہیں وہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔[44]

یہ آیت بھی حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کو بیان کرتی ہے کیونکہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام، حضرت حمزہ علیہ السلام، ابو لہب اور اس کی اولاد کے متعلق نازل ہوئی حضرت علی علیہ السلام اور حضرت حمزہ وہ ہیں جن کے سینوں کو اللہ تبارک تعالیٰ نے اسلام کے لیئے کھول دیا ہے اور ابولہب اور اس کی اولاد وہ ہے جن کے دل سخت ہیں۔[45]
ایک اور آیت میں اللہ فرماتا ہے:

> مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَصَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا<[46]
مومنین میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے خدا سے کیا ہوا عہد سچ کر دکھایا ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی ذمہ داری پوری کر چکے ہیں اور بعض (شہادت) کے منتظر ہیں اور انہوں نے (ذرا سی بھی) تبدیلی اختیار نہیں کی۔

حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے وہاں آپ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا :

یہ آیت میرے چچا حمزہ اور میرے چچا زاد بھائی عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب اور میری شان میں نازل ہوئی ہے۔ عبیدہ اپنی ذمہ داری بدر کے دن شہید ہو کر پوری کر گئے اور حمزہ احد کے دن درجہ شہادت پر فائز ہو کر اپنی حیات مکمل کر گئے۔ اور میں اس کا منتظر و مشتاق ہوں۔ پھر اپنی ریش مبارک اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ عہد ہے جو مجھ سے میرے حبیب حضرت ابوالقاسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے لیا ہے۔[47]

اس طرح خداوند عالم کا ارشاد ہے:

[48]

اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ (تو) پرہیز گار ہیں۔

ابو ہریرہ کہتا ہے کہ صدق کو لانے والے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی تصدیق کرنے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں[49]

ایضاً اللہ ارشاد فرماتا ہے:

> مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ<[50]

اس نے آپس میں ملے ہوئے دو دریا بھادئیے ہیں اور دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے جو ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتا پھر تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان دونوں سے موتی اور مونگے (لو لو اور مرجان) نکلتے ہیں۔

ابن مردویہ نے ابن عباس سے مرج البحرین يلتقيان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ان سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ (ع) ہیں اور برزخ لا یبغیان سے مراد حضرت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ہیں اور یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان سے مراد حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں۔[51]

ایضاً اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

> اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ <

جو لوگ برے کاموں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں کیا انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم ان کو ان لوگوں کی مانند قرار دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کیا ان کا جینا و مرنا مساوی ہے یہ لوگ (کیسے کے سے) برے حکم لگایا کرتے ہیں۔[52]

کلبی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ اور تین مشرکین عتبہ، شیبہ اور ولید بن شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
یہ تینوں مومنین سے کہتے تھے کہ تم کچھ بھی نہیں ہو اگر ہم حق کہہ دیں تو ہمارا حال قیامت والے دن تم سے بہتر ہو گا۔ جیسا کہ دنیا میں ہماری حالت تم سے بہتر ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اس فرمان کے ساتھ ان کی نفی کی ہے کہ یہ واضح ہے کہ ایک فرمانبردار مومن کا مرتبہ و مقام ایک نا فرمان کافر کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا۔[53]
ایضاً اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

اور وہی قادر مطلق ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور پھر اس کو بیٹا اور داماد بنا دیا (اور) پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔[54]

محمد بن سرین اس آیت کی تفسیر میں کہتا ہے کہ یہ آیت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے چچا زاد اور آنحضرت کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے شوہر ہیں گویا ”نسباً“ اور ”صہراً“ کی تفسیر ہے۔[55]

ایضاً پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ - إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّاصُوا بِالْحَقِّ وَتَوَّاصُوا بِالصَّبْرِ [56]

زمانے کی قسم بے شک انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور باہم ایک دوسرے کو حق کی وصیت اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

سیوطی کہتے ہیں کہ ابن مردویہ نے ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ سے مراد ابوجہل بن ہشام ہے اور ”إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ“ سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور حضرت سلمان ہیں۔[57]

ایضاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے :

[58]

اعراف پر کچھ ایسے لوگ (بھی) ہوں گے جو لوگوں کی پیشانیاں دیکھ کر انہیں پہچان لیں گے۔
ثعلبی نے ابن عباس سے روایت بیان کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں پل صراط کی ایک بلند جگہ کا نام اعراف ہے اور اس مقام پر حضرت عباس، حضرت حمزہ اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام موجود ہوں گے

وہاں سے دو گروہ گزریں گے یہ لوگ اپنے محبوبوں کو سفید اور روشن چہروں اور اپنے دشمنوں کو سیاہ چہروں کے ذریعے پہچان لیں گے۔ [59]

قارئین کرام! تھی یہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان اور فضیلت میں نازل ہونے والی آیات کی یہ ایک جھلک ہے کیونکہ آپ کی شان میں نازل شدہ تمام آیات کو اس مقام پر بیان کرنا مشکل ہے۔ بہر حال خطیب بغدادی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت اور شان میں تین سو سے زیادہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ [60]

ابن حجر اور شبلنجی ابن عامر اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ کسی کے متعلق بھی اس قدر آیات نازل نہیں ہوئیں جتنی آیات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ [61]

ہم حضرت علی علیہ السلام کی بلند و بالا اور اعلیٰ و ارفع شان اور آپ کی فضیلت اور اللہ کے نزدیک آپ کی عظیم منزلت کے متعلق نازل ہونے والی آیات کریمہ کا آنے والے ابواب میں تذکرہ کریں گے۔

آپ اور آپ کے اہل بیت ہی طاہر و مطہر ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

[62]

اے اہلبیت رسول! خدا کا فقط یہی ارادہ ہے کہ وہ ہر قسم کی گندگی اور رجس کو آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔

حضرت ام سلمیٰ ارشاد فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام حضرت حسن علیہ السلام، حضرت حسین علیہ السلام، اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو اپنی چادر کے نیچے بلا کر فرمایا:

اللهم هؤلاء اهل بيتي وخاصتي اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا۔

پروردگارا! یہی میرے اہلبیت اور خاص لوگ ہیں ان سے ہر قسم کی گندگی کو دور فرما اور انہیں پاک و پاکیزہ رکھ جیسا پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

اس مقام پر حضرت ام سلمیٰ نے کھائے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں آپ (ص) نے فرمایا تم خیر پر ہو۔ [63]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

> فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ ابْنَاءَنَا وَابْنَاتَنَا كُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ < [64]

جو شخص آپ سے (حضرت عیسیٰ کے بارے میں) خواہ مخواہ الجھ پڑے اس کے بعد کہ تمہیں علم ہو چکا ہو تو (صاف صاف) کہہ دیں آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ، ہم اپنی جانوں کو بلائیں تم اپنی جانوں کو بلاؤ۔ اور پھر ہم آپس میں مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔

معاویہ بن ابی سفیان، سعد بن ابی وقاص سے کہتا ہے کہ تمہیں کس چیز نے ابو تراب پر لعن و طعن کرنے سے منع کیا ہے ؟

سعد نے جواب دیا:

تم حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان تین حدیثوں کو بھلا دیا جو حضرت علی (ع) کے فضائل میں بیان فرمائی تھی کہ اگر ایک بھی ان میں سے مجھے مل جاتی تو تمام دنیا و آخرت کی نعمتوں پر بھاری

تھی لہذا ان کے ہوتے ہوئے میں حضرت علی علیہ السلام پر کس طرح لعن طعن کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا:

۱۔ ان پر ہرگز سب و شتم نہ کرنا۔ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک میں تشریف لے جا رہے تھے، آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر جا رہے ہیں؟۔ اس وقت میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اَمَّا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اَلَا اَنْہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِی۔ کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ میرے ساتھ آپ کی نسبت وہی ہو جو حضرت ہارون کی حضرت موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔

۳۔ اور تے سرا مقام یہ ہے کہ میں نے جنگ خیبر والے دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا:

لَاُعْطِیْنَ الرَّایَۃَ رَجُلًا یَّحِبُّ اللہَ وَرَسُولَہُ وَیُحِبُّہُ اللہَ وَرَسُولَہُ۔

میں کل علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے، (اور) اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا:

(حضرت) علی کو میرے پاس بلا لاؤ۔

حضرت علی علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے، آپ (ع) کی آنکھیں کچھ خراب تھیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں علم دیا اور اللہ نے فتح عطا فرمائی۔

اسی طرح جب یہ آیت قل تعالواندع ابناءنا و ابناءکم نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت

فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اپنے پاس بلا کر فرمایا۔ پروردگارا! یہی میرے اہلبیت ہیں۔ [65]

اس طرح آپ کے فضائل بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا:

> یُؤْفُونَ بِالْأَذْرِ وَیَخَافُونَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا وَیُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مَسْکِیْنًا وَیَتِیْمًا وَاسْیْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَاءً وَلَا شُکْرًا < [66]

اور وہ اپنی منتوں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے خوف کھاتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیل جائے گی اور وہ خدا کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں، (اور یہ کہتے ہیں کہ) ہم تو فقط اللہ کی خوشنودی کے لیئے کھلاتے ہیں اور ہم کسی قسم کے بدلے اور شکریہ کے طالب نہیں ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام مریض ہو گئے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابو الحسن آپ اپنے بچوں کے لیئے منت مانے۔

حضرت علی علیہ السلام نے کھا اگر خداوند متعال انہیں صحت عطا فرمائے تو میں تین دن تک روزہ رکھوں گا اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے بھی منت مانی۔

آپ کی کنیز جناب فضہ ثوبیہ نے بھی منت مانی کہ اگر میرے سردار ٹھیک ہو جائیں تو میں تین روزے رکھوں گی حضرت علی علیہ السلام شمعون خیبری کے پاس گئے اور اس سے تین صاع جو قرض لئے اور جناب فاطمہ کے پاس آئے بی بی نے ایک صاع جو کو پیس کر اس سے روٹی تیار کی۔

حضرت علی علیہ السلام حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر گھر واپس آئے اور جب ان کے سامنے کھانا چنا گیا تو دروازے پر ایک مسکین نے آواز دی۔
السلام علیکم اہل بیت محمد۔

اے اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلام ہو۔
میں ایک مسکین مسلمان ہوں مجھے کھانا کھلائیں خدا آپ کو جنت کے پھل عطا کرے گا۔
حضرت علی علیہ السلام نے اس آواز کو سنا تو فرمایا سارا کھانا اسے دے دیں اور خود پانی کے چند گھونٹ کے ساتھ روزہ افطار کیا۔

دوسرے دن حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ایک صاع جو کی روٹیاں تیار کیں حضرت علی علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس آئے جب کھانا لگایا گیا اس وقت ایک یتیم نے دروازہ پر آکر کہا۔
السلام علیکم اہل بیت محمد ۔

اے اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلام ہو۔
مہاجرین میں سے ایک یتیم آپ کے دروازے پر کھڑا ہے ، اسکا باپ شہید ہو چکا ہے اسے کھانا کھلائیں۔
آپ (ع) نے سارا کھانا اسے دے دیا اور دوسرے دن بھی پانی کے علاوہ کچھ نہ چکھا جب تیسرا دن ہوا جناب فاطمہ (ع) نے آخری صاع گندم کو پیسا اور اس سے کھانا تیار کیا حضرت علی علیہ السلام جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس آئے اور کھانا لگایا گیا اس وقت دروازے پر کھڑے ایک قیدی کی صدا بلند ہوئی۔

السلام علیکم اہل بیت النبوة۔

اے اہل بیت محمد آپ پر سلام ہو۔ دشمنوں نے ہمیں اسیر بنایا ہمارے ساتھیوں کو شہید کیا اور کھانا تک نہ دیا آپ مجھ اسیر کو کھانا کھلائیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے ساری غذا اس کے حوالے کردی آپ نے تین شب و روز تک پانی کے علاوہ کچھ نہیں کھایا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے سب کو بھوکا دیکھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں قرآن مجید میں: *هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ* سے لے کر *جَزَاءٌ وَلَا شُكُورًا* تک کی آیات نازل فرمائیں۔ [67]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

> *قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى* < [68]

اے رسول (ص) ان سے کہہ دیں کہ میں تبلیغ رسالت کے سلسلے میں اپنے قرابت داروں یعنی اہلیت کی محبت کے علاوہ تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا ۔

ایک اعرابی رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اسلام قبول کروائیں تو حضرت نے فرمایا تم گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے عبد اور رسول ہیں۔ جب کلمہ تو حید اور رسالت پڑھ چکا تو کہنے لگا مجھ پر اس کی کوئی اجرت ہے۔

فرمایا :

نہیں مگر یہ کہ میرے قرابت داروں سے محبت ۔

اس نے کہا، آپ کے قرابت داروں کی محبت پر میں آپ کی بیعت کرتا ہوں اور جو شخص آپ اور آپ کے قرابت

داروں سے محبت نہیں کرتا اللہ اس پر لعنت کرے، اس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا آمین۔ [69]

حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے والد بزرگوار حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شہادت کے دن خطبہ کے درمیان فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي، وَمَنْ لَمْ يَعْرِفَنِي فَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَأَنَا ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ الْوَصِيِّ وَأَنَا ابْنُ الْبَشِيرِ وَأَنَا ابْنُ النَّذْرِ وَأَنَا ابْنُ الدَّاعِي إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَأَنَا ابْنُ السَّرَاحِ الْمُنِيرِ۔ اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں حسن (ع) ابن علی (علیہ السلام) ہوں میں حضرت نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کا فرزند ہوں میں ابن وصی ہوں، میں بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کا بیٹا ہوں، میں اللہ کی طرف دعوت دینے والے کا جگر گوشہ ہوں اور میں سراج منیر کا چشم و چراغ ہوں۔

نیز مزید فرمایا:

وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِينَ كَانَتْ جِبْرِيلُ نَزَلَ إِلَيْنَا وَعَصَدَ مِنْ عِنْدِنَا وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِينَ أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيراً وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِي افْتَرَضَ اللَّهُ مَوَدَّتَهُمْ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) : قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى۔

میں ان اہلبیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں جن کے ہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے اور ہمارے ہاں سے آسمان کی طرف جاتے ہیں، میں ان اہلبیت سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے رجس کو دور رکھا ہے اور انہیں ایسا پاک و پاکیزہ رکھا جیسا پاک رکھنے کا حق ہے، میں ان اہلبیت کی فرد ہوں جن کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر واجب اور ضروری قرار دی۔

اور اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے ارشاد فرمایا:

ان لوگوں سے کہہ دیں میں تم سے اپنے اہلبیت کی محبت کے علاوہ کوئی اجر رسالت نہیں مانگتا۔ بہر حال جو شخص نیکی کو پہچان لیتا ہے اس کی نیکیوں میں اضافہ کردیا جاتا ہے اور نیکیوں کی پہچان ہم اہلبیت کی محبت ہے۔ [70]

یہاں تک تو ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ آیت مودۃ حضرت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے قرابت داروں کی شان میں نازل ہوئی البتہ وہ روایات جو بتاتی ہیں فقط حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے قرابت دار ہیں۔ ان روایات کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ سب روایات مندرجہ بالا مطلب کی حکایت کرتی ہیں۔

جناب زمخشری صاحب اپنی کتاب کشاف میں آیت مودۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جب آیت مودۃ نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم آپ کے قرابت دار کون ہیجں کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے۔

تب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:

وہ علی (علیہ السلام)، فاطمہ (سلام اللہ علیہا) اور ان کے دو بیٹے ہیں۔

تفسیر کبیر میں فخر رازی آیت مودۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے صاحب کشاف کی روایت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

فثبت ان هؤلاء الاربعة اقارب النبي صلى الله عليه وآله وسلم۔

پس ثابت ہو گیا کہ یہی چار ہستیاں ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں۔

اس کے بعدمزید کہتے ہیں:

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ہم پر واجب ہے کہ ہم مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر دوسروں کی نسبت ان کی زیادہ عزت اور تعظیم کریں۔

۱۔ بے شک اہلبیت علیہم السلام وہ ہستیاں ہیں کہ جن کی طرف تمام امور کی بازگشت ہوتی ہے اور ہر وہ شخص جس کی بازگشت ان (اہل بیت) کی طرف ہو وہی محبت کا حقدار ہے۔

اور اس میں بھی کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے کہ حضرت فاطمہ (ع) 'حضرت علی (ع) حضرت امام حسن (ع) اور حضرت امام حسین (ع) کا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گہراتعلق ہے اور یہ مطلب تواتر کے ساتھ روایات میں موجود ہے ۔

۲۔ یہ بات بلاشک و تردید ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے بہت محبت کرتے تھے اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے متعلق فرمایا:

فاطمة بضعة مني ےؤذني مائےؤذھا

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔

یہ بات بھی موثر روایات سے ثابت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، جب یہ سب کچھ روز روشن کی طرح واضح ہے تو امت پر (اللہ تعالیٰ کے درجہ ذیل فرامے کی روشنی میں) اہلبیت کی اطاعت اور محبت ضروری ہے ۔

۱۔ > وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔< [71]

ان کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ ۔

۲۔ > فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ ...< [72]

پس ان لوگوں سے ڈرو (بچو) جو امر خدا کی مخالفت کرتے ہیں ۔

۳۔ > قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ...< [73]

اے رسول ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا ۔

۴۔ [74]

بے شک تمہارے لیئے رسول اللہ کی زندگی بہترین نمونہ ہے ۔

۳۔ آل کے لئے دعا ایک بہت بڑا منصب ہے اسی وجہ سے اس کو تشہد کی صورت میں نماز کے اختتام پر واجب قرار دیا گیا ہے اور اس کی صورت اللہم صلی علی محمد وآلہ محمد ہے۔

یہ تعظیم آل کے علاوہ کسی اور کے حق میں بیان نہیں ہوئی ہے، ان سب مطالب کی اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت محمد (ص) و آل محمد (ص) کی محبت ہم سب پر واجب ہے۔ [75]

تفسیر المیزان میں جناب ابن عباس سے روایت موجود ہے کہ جب یہ آیت ”قل لا اُساؤ لكم عليه اجرا الا المودة في القربى“ نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا :

یا رسول اللہ آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت واجب قرار دی گئی ہے۔

آپ (ص) نے فرمایا ان سے مراد علی (ع)، فاطمہ (ع)، اور ان کی اولاد (علیہم السلام) ہیں۔ صاحب تفسیر میزان

کہتے ہیں کہ طبرسی نے مجمع البیان میں وولداہاکی جگہ و "ولداہا" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ [76]

[1] صحیح ترمذی ج ۲ ص ۳۰۱، اسی طرح حاکم نے بھی مستدرک ج ۳ ص ۱۳۶ پر اس مطلب کو ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔

[2] المستدرک ج ۳ ص ۱۳۶۔

[3] حاکم کہتے ہیں کہ شیخین کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔ مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۲۹۹

[4] ابن حجر ، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۸، قسم اول، ص ۱۸۳

[5] کنز العمال ج ۶ ص ۳۹۵۔

[6] کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۶۔

[7] کشف الغمہ ج ۱ ص ۷۹۔

[8] کشف الغمہ ج ۱ ص ۸۳۔

[9] مناقب خوارزمی ص ۵۶۔

[10] شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۲۲۔

[11] کشف الغمہ ج ۱ ص ۸۵۔

[12] تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۶۔

[13] ارشاد ج ۱ ص ۳۲۔

[14] ابن حجر لاصابہ ج ۷ حصہ اول ص ۱۶۷۔

[15] سورہ مائدہ آیت ۵۵۔

[16] الکشاف ج ۱ ص ۶۴۹۔

[17] سورہ ہود آیت ۱۷۔

[18] سیوطی نے در منثور میں اس آیت کے ذیل میں اس مطلب کو بیان کیا ہے۔

[19] سورہ سجدہ: آیت ۱۸۔

[20] واحدی اسباب نزول ص ۲۶۳۔

[21] سورہ تحریم: آیت ۲۔

[22] ابن حجر العسقلانی فتح الباری، ج ۱۳ ص ۲۷۔

[23] سورہ حاقہ آیت ۱۲۔

[24] تفسیر ابن جریر الطبری ج ۲۹ ص ۳۵۔

[25] سورہ رعد آیت ۷۔

[26] کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۷۔

[27] سورہ بقرہ آیت ۲۷۲۔

[28] اس روایت کو اسد الغابہ میں ابن اثیر جزری نے ج ۲ ص ۲۵، ذکر کیا ہے۔ اور اسی مطلب کو زمحشری نے

تفسیر کشاف میں نقل کیا ہے ان کے علاوہ دوسری کتب میں بھی یہی تفسیر مذکور ہے۔

[29] سورہ مریم آیت ۹۶۔

[30] ریاض النضرہ ج ۲ ص ۲۰۷، الصواعق ابن حجر ص ۱۰۲، نور الابصار شبلنجی ص ۱۰۱۔

- [31] سورہ البینہ آیت ۷
- [32] صواعق محرقہ ابن حجر ص ۹۶، نور الابصار شبلنجی ص ۷۰ اور ص ۱۰۱۔
- [33] سورہ توبہ آیت ۱۱۹۔
- [34] سورہ توبہ آیت ۱۱۹۔
- [35] سورہ توبہ آیت ۱۹۔
- [36] سیوطی در منثور در ذیل آیت۔
- [37] سورہ توبہ آیت ۲۰ تا ۲۱، تفسیر ابن جریر طبری ج ۱۰ ص ۶۸۔
- [38] سورہ صافات آیت ۲۴۔
- [39] الصواعق محرقہ ابن حجر ص ۷۹۔
- [40] فخر رازی نے تفسیر کبیر میں سورہ مائدہ کی اس آیت کے ذیل میں یہ تفسیر بیان کی ہے۔
- [41] سورہ مائدہ آیت ۵۴۔
- [42] سورہ نحل آیت ۴۳۔
- [43] تفسیر ابن جریر طبری ج ۱۷ ص ۵۔
- [44] سورہ زمر: ۲۲۔
- [45] ریاض النضرہ 'محب طبری ج ۲ ص ۲۰۷۔
- [46] سورہ احزاب: ۲۳۔
- [47] صواعق محرقہ ابن حجر ص ۸۰۔
- [48] سورہ زمر: ۳۳۔
- [49] سیوطی در منثور ذیل تفسیر آیہ۔
- [50] سورہ رحمن: ۱۹ تا ۲۲۔
- [51] سیوطی در منثور۔
- [52] سورہ جاثیہ: ۲۱۔
- [53] تفسیر کبیر، فخر الدین رازی ذیل تفسیر آیہ۔
- [54] سورہ فرقان: ۵۴۔
- [55] نور الابصار شبلنجی ص ۱۰۲۔
- [56] سورہ عصر۔
- [57] درمنثور تفسیر سورہ عصر۔
- [58] سورہ اعراف: ۲۶۔
- [59] صواعق محرقہ ابن حجر ص ۱۰۱۔
- [60] تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ج ۶ ص ۲۲۱۔
- [61] صواعق محرقہ ص ۷۶، نور الابصار ص ۷۳۔
- [62] سورہ احزاب آیت ۳۳۔
- [63] صحیح ترمذی ج ۲ ص ۳۱۹۔
- [64] سورہ آل عمران آیت ۶۱۔

[65] صحيح مسلم كتاب فضائل الصحابة با ب فضائل على ابن ابى طالب (ع).

[66] سورة دهر آيت ٨: و٩.

[67] اسد الغابه ابن جزرى - ج٥ ص٥٣٠.

[68] سورة شورى آيت ٢٣.

[69] حلية الاولياء ج ٣ ص ٢٠١.

[70] مستدرک صحيحين ج ٣ ص ١٧٢.

[71] سورة اعراف آيت ١٥٨.

[72] سورة نور آيت ٦٣.

[73] سورة آل عمران آيت ٣١.

[74] سورة احزاب آيت ٢١.

[75] فخر رازى تفسير كبير ذيل آيت مودة -

[76] الميزان فى تفسير القرآن ج ٨ ص ٥٢.